یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور "اسلامی تعلیمات"

جناب پروفیسر ثناء اللہ مجاہد

زندگی کے تمام اُمور، خصوصاً اجتماعیات میں کسی اقدام کے متعلق پہلے سے یہ سوچ لینا ضروری ہوتا ہے کہ ۱۔ اسے کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے؟ ۲۔ اسے مؤثر انداز سے کرنا ہے یا ڈھیلے ڈھالے سرسری انداز سے؟ ۳۔ محض لوگوں کو خوش کرنا یا کسی خاص طبقے کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے، یا حقیقت میں اس کا حق ادا کرنا؟ ۴۔ جو رکاوٹیں، مزاحمتیں اسے نقصان پہنچائیں، انہیں دور کرنا ہے یا اقدام بھی ہے اور رکاوٹوں کا بھی تحفظ کرنا ہے؟

یہی سوالات اسلامیات کی تعلیم کے متعلق بھی پیدا ہوتے ہیں اور ان کا کوئی واضح اور عملی جواب ہونا چاہیے جو خود اقدامات کے انداز سے ظاہر ہو۔

اس سلسلے میں تعلیمی اکابر اور حکمران قوت کے لیے یہ مختصر مگر پُرخلوص مضمون ایک لمحۂ فکریہ مہیا کرتا ہے۔ اسی اہمیت کی وجہ سے ہم اسے شائع کر رہے ہیں۔ درآنحالیکہ فوٹو سٹیٹ کاپی ملنے کی وجہ سے اس کی نوعیت ایک مراسلے کی ہوگئی ہے جسے ممکن ہے کہ کئی جگہوں پر اشاعت کے لیے بھیجا گیا ہو۔ بالعموم ایسے مضامین ہم شائع نہیں کرتے ہیں۔ یہ ایک استثنائی صورت ہے۔

(ادارہ)

پاکستان کا وجود اس لیے عمل میں آیا کہ مسلمانانِ برصغیر ایک ایسا خطہ چاہتے تھے جہاں وہ اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کو اپنا کر گذاریں۔ اسی لیے اُس وقت یہ نعرہ عام طور پر سُنا جاتا تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" مگر افسوس کہ پاکستان کو وجود میں آئے تقریباً ایک تہائی صدی بیت گئی، لیکن "ہنوز روزِ اوّل" والا معاملہ ہے۔ ہم ابھی تک زبانی دعوؤں کی

منزل سے گذر کر عمل کے میدان میں قدم نہ رکھ سکے۔ وجوہات اور اسباب کی تلاش کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ایک نہائی صدی کے اس طویل عرصے میں پاکستان کے سیاسی افق پر بہت سی حکومتیں طلوع اور غروب ہوئیں۔ ہر حکومت اپنی بقا کے لیے جوڑ توڑ میں مصروف رہی اور شاید اسی لیے اُن کو اتنا وقت نہ مل سکا کہ وہ حصولِ پاکستان کے بنیادی مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ اتنے طویل عرصے میں آنے والی حکومتوں میں موجودہ حکومت اس لیے انفرادیت کی حامل ہے کہ اس کے سربراہ نے روزِ اوّل ہی سے قوم سے اسلام کے نفاذ کا وعدہ کیا اور اس کے ایفا کی کچھ کوششیں بھی کیں۔

اسلام کا نفاذ صرف ضابطوں یا قوانین کے تحت نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ اسلامی تعلیمات سے روشناسی صرف اسی طرح ممکن ہوسکتی ہے کہ نصابِ تعلیم میں اسلامی تعلیمات کو لازمی مضمون کی حیثیت سے متعارف کرایا جائے تاکہ ہر طالب علم خواہی نخواہی اس مضمون کو پڑھنے پر آمادہ ہو۔

حال ہی میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اعلان کیا تھا کہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک پرچہ ڈگری کی سطح پر اور ایک پرچہ ایم اے، ایم۔ ایس۔ سی کی سطح پر لازمی ہوگا۔ اس اعلان کو سن کر یہ اُمید بندھی تھی کہ ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں اس مضمون کو لازمی مضمون کی حیثیت دینے سے صدرِ پاکستان کے نفاذِ اسلام کے وعدے کی تکمیل میں مدد ملے گی مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" ابھی اس اعلان کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی تھی کہ اس سلسلے میں قواعد پر نظرِ ثانی کی گئی اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں اس مضمون کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

پتہ نہیں کہ وہ کون سا خفیہ ہاتھ ہے جو نہیں چاہتا کہ پاکستان کے حصول میں جو اسباب و مقاصد کارفرما تھے، اُن کی کسی طرح تکمیل ہو سکے۔ اس خفیہ ہاتھ کی مذموم کارفرمائیاں درج ذیل حقائق سے اچھی طرح واضح ہو جاتی ہیں۔

۱۔۔۔ ایک نہائی صدی گذرنے کے باوجود پاکستان میں اس کی قومی زبان ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں کر سکی، جس کی وہ حامل ہے جب کہ ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں جو کہ ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا تھا، ہندی کو عملاً سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔۔۔ مزید ستم یہ کہ ابھی حال میں اعلان کیا گیا کہ اردو جس کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہے اس میں علاقائی زبانیں بھی شامل ہوں گی۔ گویا قومی زبان کی اہمیت آدھی رہ گئی۔

۳۔۔۔ کراچی کے اعلیٰ ثانوی بورڈ نے کالجوں میں اختیاری مضامین کی جو فہرست دی ہے اس میں اکنامکس، سوکس وغیرہ کے مدمقابل تو کوئی مضمون نہیں لیکن اسلامیات کو چار مضامین کے ایک گروپ میں شامل کیا گیا جس میں سے صرف ایک کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ مضامین اسلامیات تاریخ اسلام، تاریخ عمومی اور نفسیات ہیں۔

۴۔۔۔ تقریباً تمام کالجوں میں سے عربی کو بطور اختیاری مضمون ختم کر دیا گیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مسلمان بچے اسلام کے بنیادی ماخذوں سے براہ راست استفادہ نہ کر سکیں۔

اس خفیہ ہاتھ کی نشاندہی ارباب اقتدار اور ملک و ملّت کا درد رکھنے والے دانشوروں کے ذمے ہے۔ اسلامی تعلیمات پر مبنی جو نام نہاد مضمون یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے لازمی قرار دیا ہے۔ اس میں پاس ہونا تو ضروری ہے لیکن وہ مجموعی نمبروں میں شامل نہیں ہوں گے اور اسی لیے اس کے نمبر ڈویژن پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ محکمہ تعلیم کے ماہرینِ نصاب کی اس منطق کی داد بھلا کون دے سکتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:۔

۱۔۔۔ بی۔اے، بی۔ایس۔سی وغیرہ ڈگری کلاسوں میں مطالعہ اسلام اور مطالعۂ پاکستان ایک لازمی مضمون ہوگا جس میں کامیابی حاصل کیے بغیر ڈگری کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔

۲۔۔۔ مطالعۂ اسلام اور مطالعۂ پاکستان دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی۔ گویا سّو نمبر کے پرچے میں پچاس نمبر مطالعۂ اسلام کے اور پچاس نمبر مطالعہ پاکستان کے ہوں گے۔

۳۔۔۔ مذکورہ پرچے کے نمبر طالب علم کے مجموعی نمبروں میں شامل نہیں ہوں گے۔ یعنی اس پرچے کے نمبروں میں کمی بیشی کسی طالب علم کی ڈویژن پر اثر انداز نہیں ہوگی۔

۴۔۔۔ مطالعۂ اسلام کی اہمیت تو یہ کہ پاس ہونے کے لیے صرف سترہ نمبر مطلوب ہوں گے، لیکن اس کا نصاب اس قدر طویل رکھا گیا ہے کہ اسے مکمل کرانے کے لیے پورے تعلیمی سال کی مدّت بالکل ناکافی ہوگی۔ نصاب کی طوالت، نمبروں کی کمی اور امتحان کے نتیجے پر ان کی غیر مؤثر حیثیت کا نتیجہ لامحالہ یہ نکلے گا کہ طلبا میں اس مضمون سے بیزاری کا رجحان بڑھے گا۔

۵ ـــ لیکن اس کا سب سے بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان میں کراچی یونیورسٹی میں بیس سال سے ڈگری کلاسوں میں "اسلامی نظریۂ حیات" کا جو پرچہ سّو نمبروں کا ہوتا ہے ، نئی تعلیمی اسکیم کے بعد اسے ختم کر دیا گیا ۔ گویا کہ اسلامیات کے نام سے پچاس نمبروں کا ایک نصف پرچہ دیا گیا اور سّو نمبروں کے پورے پرچے سے طلباء کو محروم کر دیا ۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے ؟ محکمۂ تعلیم کے ماہرینِ تعلیم نے صدرِ مملکت کے حکم کی تعمیل میں کس حسنِ ذوق کا ثبوت دیا ہے اور کیسی بے مثال منطق کا مظاہرہ فرمایا ۔

۶ ـــ اسی طرح اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم اے کی کلاسوں میں اسلامی تعلیمات کا سّو نمبروں کا ایک پرچہ لازمی ہے ، لیکن نئی تعلیمی اسکیم کے نفاذ کے بعد یہ لازمی نہیں رہے گا ۔ اور اس کے بجائے ڈگری کلاسوں میں پچاس نمبروں کے نصف پرچے پر اکتفا کرنی پڑے گی ۔

۷ ـــ اس مضمون کا استاد ہونے کی حیثیت سے میرا کئی برسوں کا یہ مشاہدہ ہے کہ چونکہ اس پرچے میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے بعد بھی ڈویژن پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے طلبا اس مضمون کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور نہ حاضری کی پروا کرتے ہیں ۔ پاس ہونے بھر کے نمبر کسی نہ کسی طرح حاصل ہو ہی جاتے ہیں ۔ پہلے عام طور پر اس مضمون کی کلاس میں حاضری دس فی صد ہوتی تھی ۔ اب اس اوسط حاضری کی بھی توقع نہیں رکھنی چاہیے ۔ پاس ہونے کے لیے سترہ نمبر مطلوب ہوں گے اور وہ کسی نہ کسی طرح حاصل کر ہی لیں گے ۔

مذکورہ بالا حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ طلباء اس مضمون کو سنجیدگی سے نہیں پڑھتے ۔ اس امر کی طرف اُن کی زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کرانے کی خاطر یہ مطالبہ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ :-

۱ ـــ اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک پرچہ جس طرح ڈگری کلاسوں میں لازمی کیا گیا ہے اسی طرح ایم ۔ اے وغیرہ کی کلاسوں میں بھی لازمی کیا جائے ۔

۲ ـــ اسلامی تعلیمات کے پرچے کو سّو نمبروں کا ایک مستقل پرچہ رکھا جائے اور اس کے نمبروں اور وقت میں کوئی اور پرچہ شامل نہ کیا جائے ۔

۳ ـــ مطالعۂ پاکستان کے پرچے کو سیاسیات یا تاریخ کے ساتھ شامل نہ کیا جائے ۔

(باقی بر صفحہ ۴۸)